11ویں پیس سمپوزیم میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز خطاب

تشہد و تعوذ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

تمام معزز مہمانان! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ سب پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور سلامتی ہو۔

سب سے پہلے تو اس موقع پر میں اُن تمام احباب کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا جو اس امن کانفرنس میں شرکت کیلئے تشریف لائے ہیں۔ آپ میں سے اکثر جانتے ہیں کہ گزشتہ دس سالوں سے اس 'پیس سمپوزیم' (امن کانفرنس) کا ہر سال انعقاد ہو رہا ہے اور یہ جماعت احمدیہ مسلمہ کے سالانہ کیلنڈر کا مستقل حصہ بن چکا ہے۔ اس کانفرنس کا انعقاد بالعموم مارچ میں ہوتا ہے لیکن امسال بعض وجوہات کی بناء پر نومبر تک تاخیر کرنی پڑی۔ آج Rememberance Day بھی ہے جس کی وجہ سے بعض احباب جنہیں مدعو کیا گیا تھا وہ شاید شامل نہیں ہو سکے۔ بہر حال میں آپ سب کا بہت شکر گزار ہوں۔ آپ کی تشریف آوری سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ 'امن' کے بارے میں کسی مسلمان فرقہ کا نقطۂ نظر بھی سننا چاہتے ہیں کیونکہ آج کے دور میں 'امن' کے متعلق بہت کچھ کہا جا رہا ہے اور دنیا بھر میں بہت سے اختلافات ابھر کر سامنے آئے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

یقیناً موجودہ دور کے حالاتِ حاضرہ دنیا کی اکثریت کیلئے تشویش اور خوف کا باعث بنے ہوئے ہیں۔ گو کہ یہ نہایت قابلِ افسوس امر ہے لیکن پھر بھی مجھے اعتراف کرنے میں کوئی تردد نہیں کہ دنیا میں ہمیں جو فساد نظر آ رہا ہے وہ زیادہ تر بعض نام نہاد مسلمانوں کی حرکتوں کی وجہ سے ہے۔ ایک امن پسند مسلمان جو اپنے عقیدہ کو اچھی طرح سمجھتا ہے اس کیلئے یہ نہایت دکھ اور افسوس کا باعث ہے۔ گزشتہ سال کے دوران ایک خاص تنظیم نے نہایت سفاکانہ طور پر اپنی دہشت کا جال بچھایا ہے اور دنیا کیلئے باعثِ تشویش بن گئی ہے۔ میں شدت پسندوں کی اُس تنظیم کی بات کر رہا ہوں جسے عام طور پر ISIS یا IS کے نام سے جانا جاتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اس دہشت گرد تنظیم کی حرکتوں سے نہ صرف مسلمان ممالک متاثر ہو رہے ہیں بلکہ یورپ اور دور دراز کے ممالک بھی اس گروپ کی بہیمیت کا شکار ہو رہے ہیں۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ یورپ اور بعض دیگر ممالک کے مسلمان نوجوانوں کی پریشان کن حد تک تعداد اس بات پر یقین کرنے لگ گئے ہیں کہ ISIS ہی اسلام کی حقیقی تصویر ہے اور یہ نوجوان اس کے نظریات کی مکمل حمایت کر رہے ہیں۔ لہٰذا وہ ان کی مدد کا بلکہ ان کی خاطر جنگ لڑنے کا مصمم ارادہ کئے بیٹھے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

کہا جاتا ہے کہ یہاں یوکے سے ہی قریباً 500 لوگ جن میں اکثر نوجوان ہیں ISIS کیلئے ایک ایسی جنگ لڑنے شام اور عراق جا چکے ہیں جس کے بارہ میں شدت پسندوں کی یہ تنظیم جھوٹا دعویٰ کرتی ہے کہ یہ جنگ اسلام کی خاطر لڑی جا رہی ہے۔ اگر ہم صرف یورپ سے اس نام نہاد جہاد کیلئے جانے والوں کی تعداد کا اندازہ لگائیں تو معلوم ہوتا ہے کہ جرمنی اور دیگر یورپین ممالک کی نسبت برطانیہ سے عراق اور سیریا جانے والوں کی تعداد زیادہ ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

یہ برطانیہ کیلئے نہایت خطرہ اور تشویش کا باعث ہے کیونکہ ISIS اور اس کے نام نہاد 'خلیفہ' کا ایجنڈا اور عزائم انتہائی گھناؤنے اور بہیمانہ ہیں۔ کہا جا رہا ہے کہ ان کا خلیفہ دنیا سے بدلہ لینا چاہتا ہے اور سرحدوں اور قوموں کو فتح کرنا چاہتا ہے۔ وہ مسلمانوں کو ساری دنیا کا آقا بنانا چاہتا ہے اور غیر مسلموں کو مسلمانوں کا غلام یا ان کی ملکیت بنانا چاہتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ جو شخص بھی مسلمانوں کے جذبات کو کسی طرح سے بھی ٹھیس پہنچائے گا اس کو سزائیں دی جائیں گی اور شریعت کا نفاذ ہر ملک اور ہر شخص پر کیا جائے گا۔ وہ دوسرے مذاہب اور فرقوں سے تعلق رکھنے والی خواتین کے حقوق غصب کرنا چاہتا ہے، انہیں دبانا چاہتا ہے اور انہیں لونڈیاں بنانا چاہتا ہے یا زبردستی مسلمانوں کی بیویاں بنانا چاہتا ہے۔ ISIS اُن تمام مذاہب اور فرقوں کو ختم کر دینا چاہتی ہے جو اُن کے عقائد سے اختلاف کریں اور موجودہ مسلمان حکومتوں کو ختم کر کے ان کی طاقت پر قابض ہونا چاہتی ہے۔ پس اگر یہ باتیں درست ہیں تو پھر ان کی سوچ اور حکمتِ عملی بہت دور تک جاتی ہے۔ اور ان کا بنیادی مقصد دنیا کا امن تباہ کرنا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

یہ کہنا بیوقوفی ہوگی کہ ISIS (داعش) یا اس قسم کے دوسرے شدت پسند گروہ دنیا پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے کیونکہ صاف نظر آتا ہے کہ وہ احمقانہ منصوبے بنائے بیٹھے ہیں جن کی بنیاد حقیقت کی بجائے جھوٹی حسرتوں پر ہے۔ لیکن اگر انہیں اس رستہ سے روکا نہ گیا تو پھر یہ لوگ قبل اس کے کہ اپنی موت آپ مر جائیں کسی بڑے نقصان اور تباہی کا باعث بھی بن سکتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

بہت سے واقعات ہم دیکھ چکے ہیں کہ فردِ واحد بغیر کسی پشت پناہی اور مدد کے دہشت گردی اور تباہی پھیلانے کا موجب بن گیا۔ مثال کے طور پر امریکہ میں ہی ہر چند ماہ بعد سکول شوٹنگ کی کوئی نہ کوئی رپورٹ آ جاتی ہے جس میں درجنوں معصوم بچے تن تنہا صرف ایک شخص کے گھناؤنے عمل کی وجہ سے قتل ہو جاتے ہیں۔ پس آپ سوچیں کہ ایک ایسے دہشت گرد گروہ کے ہاتھوں کس قدر تباہی اور بربادی ہو سکتی ہے جو اُن مایوس اور بے چین لوگوں کو دنیا بھر سے جمع کر رہا ہے جو ایک ناجائز مقصد (unjust cause) کی خاطر اپنی جانیں دینے کیلئے تیار بیٹھے ہیں؟ (This is especially true) اس تباہی کا احتمال اور بھی بڑھ جاتا ہے جب یہ دیکھا جائے کہ اس گروپ کے پاس نہ صرف جانیں دینے والے افراد ہیں بلکہ یہ گروپ جدید اسلحہ اور توپوں سے لیس ہے۔ پھر یہ بھی بعید از قیاس نہیں کہ ایٹمی ہتھیار ان کے ہاتھ لگ جائیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جیسا کہ میں نے کہا کہ یہ جنونی گروہ کوئی مستقل یا دیرپا کامیابی تو حاصل نہیں کر پائے گا لیکن ممکن ہے وقتی طور پر یہ لوگ مختلف علاقوں پر قبضہ کر لیں اور کسی بڑی تباہی و بربادی لانے کا موجب بن جائیں۔

جب ان سب باتوں پر غور کیا جائے تو اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ISIS اور اس قسم کے نظریات کے حامل دوسرے گروہ دنیا کے لئے ایک خطرہ ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اور یہ حقیقت کہ یہ سب اسلام کے نام پر ہو رہا ہے امن پسند اور حقیقی مسلمانوں کو سخت دکھ اور تکلیف میں مبتلا کر دیتی ہے کیونکہ خواہ کچھ بھی ہو اس قسم کے بہیمانہ اور ظالمانہ نظریات کا مذہب کے ساتھ کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ بلکہ حقیقی اسلامی تعلیمات تو ہر حال میں اور ہر سطح پر دوسروں کیلئے امن اور تحفظ کا ذریعہ ہیں۔ اگر ہم قرآن کریم کا مطالعہ کریں اور بانیٔ اسلام رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کو دیکھیں تو واضح ہو جاتا ہے کہ ابتدائی مسلمانوں نے کبھی بھی کسی جنگ یا لڑائی کا آغاز نہیں کیا۔ اگر کبھی مسلمانوں کو جنگ لڑنا پڑی تو یہ جنگ صرف اور صرف دفاعی ہوتی اور ان جنگوں کا مقصد ظالموں کو ظلم سے روکنا ہوتا نہ کہ دوسروں پر اپنی فوقیت ظاہر کرنا یا ناانصافیاں کرتے پھرنا۔ مسلمانوں نے کبھی بھی دوسری قوموں اور ملکوں پر قبضہ کرنے اور انہیں محکوم بنانے کی کوشش نہیں کی۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ اس حقیقت پر گواہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کے ابتدائی سالوں میں اپنے آبائی شہر 'مکہ' میں ہمیشہ پیار اور محبت کے ساتھ اسلامی تعلیمات کو پھیلانے کی کوشش کی۔ لیکن مکہ کے لوگوں نے نہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کیا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہایت ظالمانہ اور بے رحمی کا سلوک کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ پر اس حد تک ظلم ڈھائے گئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدائی حکم کے تابع مکہ چھوڑ کر مدینہ کی طرف ہجرت کرنی پڑی۔ تاہم اس ہجرت کے بعد بھی اہلِ مکہ نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیچھا نہ چھوڑا بلکہ ایک مسلح لشکر لے کر روانہ ہوئے اور مسلمانوں کے خلاف جنگ کا محاذ کھول دیا۔ تب کہیں جا کر پہلی مرتبہ خدائی حکم کے تابع مسلمانوں کو اپنے دفاع کی خاطر لڑنے کی اجازت دی گئی۔

مسلمانوں کو جو یہ اجازت دی گئی اس کی وجہ قرآن کریم میں سورۃ حج کی آیت ۴۰-۴۱ میں واضح طور پر بیان کر دی گئی جہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ صرف دفاعی جنگ لڑنے کی اجازت دی گئی کیونکہ اگر مسلمان اپنا دفاع نہ کرتے تو ساری دنیا کا امن خطرہ میں پڑ جاتا۔ مخالفین صرف اسلام کو ہی ختم کرنا نہیں چاہتے تھے بلکہ دنیا سے ہر مذہب کا خاتمہ چاہتے تھے۔ اسی لئے قرآن کریم فرماتا ہے کہ اگر اجازت نہ دی جاتی تو نہ یہودیوں کی عبادتگاہ محفوظ رہتی، نہ کلیسا، نہ مندر، نہ مسجد بلکہ کوئی بھی عبادتگاہ محفوظ نہ رہتی۔ پس مذکورہ بالا آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو جوابی لڑائی کرنے کی اجازت صرف اسلام کی حفاظت کیلئے نہیں بلکہ ہر مذہب کی حفاظت کے لئے دی گئی ہے۔

اس آیت کی روشنی میں آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ اس دور کے بعض نام نہاد مسلمان جب یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ غیر مسلموں کو قتل کرنے، ان کی زمینوں پر قبضہ کرنے اور انہیں غلام بنانے کی اجازت ہے تو وہ سراسر غلطی پر قائم ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس نے ہر ایک شخص کے آزاد اور خود مختار زندگی گزارنے کے حق کی ضمانت دی ہے اور اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس نے ہر ایک کو قطع نظر اس کے کہ اُس کا تعلق کس مذہب یا نسل سے ہے امن اور ہم آہنگی کے ساتھ رہنے کا حق فراہم کیا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جس طرح رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے متبعین کے ہمراہ مدینہ کی طرف ہجرت کی اس کا ذکر میں پہلے کر چکا ہوں۔ جس طرح مسلمان مدینہ کے لوگوں میں رچ بس گئے وہ ہجرت کرنے اور کسی بھی نئے معاشرہ کا حصہ بننے کا ایک مثالی نمونہ تھا۔ مدینہ میں مسلمانوں کی آمد سے قبل وہاں دو قسم کے گروہ آباد تھے۔ ایک یہودی اور دوسرے عربی جبکہ مسلمانوں کی آمد کے بعد وہاں پر تین گروہ بن گئے یعنی مسلمان، یہود اور غیر مسلم عرب۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تینوں گروہوں کا امن اور ہم آہنگی کے ساتھ اکٹھے رہنا بہت ضروری ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم

نے ان گروہوں کے مابین ایک 'امن معاہدہ' تجویز فرمایا۔ اس معاہدہ کی شرائط کے مطابق ہر ایک گروہ کو اس کے حقوق دیئے گئے۔ تینوں فریقوں کے اموال ونفوس کی ضمانت دی گئی اور پہلے سے موجود قبائلی روایات کا بھی خیال رکھا گیا۔ یہ بھی طے ہوا کہ اگر مکّہ سے کوئی شخص کسی شرارت یا نقصان پہنچانے کی نیت سے مدینہ آئے تو کوئی اسے مدینہ میں پناہ نہیں دے گا اور نہ اہلِ مدینہ مکہ والوں کے ساتھ کسی قسم کا کوئی معاہدہ کریں گے۔ مزید یہ کہ اگر سب کا مشترکہ دشمن مدینہ پر حملہ کرے تو تینوں گروہ یکجا ہو کر مدینہ کا دفاع کریں گے۔ جبکہ یہ بھی طے ہوا کہ اگر مسلمانوں پر حملہ ہوتا ہے یا وہ مدینہ سے باہر لڑتے ہیں تو غیر مسلموں کو مسلمانوں کا ساتھ دینے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔ مزید یہ کہ اس سے پہلے یہود کے دوسرے لوگوں کے ساتھ جو بھی معاہدے ہوئے ان کی بھی پاسداری کی جائے گی۔ یہود اپنے مذہب کے مطابق زندگیاں گزاریں گے اور مسلمان اپنے مذہب کے مطابق۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جب تینوں گروہوں نے اس معاہدہ کو قبول کیا تو یہ بھی متفقہ طور پر طے پایا کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس ریاست کے حاکمِ اعلیٰ ہوں گے۔ مگر جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا کہ یہودی اسلامی شریعت کے تابع نہ تھے بلکہ وہ اپنی شریعت اور رسوم رواج کے تابع رہے۔ پس باہمی برداشت اور ایک دوسرے کیلئے احترام کا یہ اعلیٰ نمونہ تھا جو بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم فرمایا۔ لیکن اس کے باجود ISIS آج دعویٰ کر رہی ہے کہ ہر ایک پر اسلامی شریعت کا نفاذ ہوگا خواہ اس کا تعلق کسی بھی مذہب یا سماج سے ہو۔ اُس وقت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی معاہدہ میں عورت کے حقوق بھی قائم فرمائے۔ یہ بھی واضح طور پر طے کیا گیا کہ کسی بھی عورت کو اس کے گھر سے زبردستی یا اس کی مرضی کے خلاف نکالنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔ پس ISIS کے لئے کس طرح یہ جائز ہوسکتا ہے کہ وہ یہ دعویٰ کرتی پھرے کہ غیر مسلموں کی عورتیں ان کا مال ہے یا ان کی ملکیت ہیں؟ اس معاہدہ کے مطابق کسی بھی شخص کو اسلام قبول کرنے پر ہرگز مجبور نہیں کیا جائے گا بلکہ واضح طور پر اعلان کیا گیا کہ مسلمانوں کی طرف سے مدینہ کے یہود اور غیر مسلم عرب کے ساتھ بھائیوں جیسا پیار ومحبت کا سلوک ہوگا۔ پس یہ اُس معاہدہ کا خلاصہ ہے جس نے مدینہ میں مسلمانوں کی آمد کے بعد وہاں کے معاشرہ کو ایک دوسرے کے ساتھ باندھ دیا۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ مسلمانوں نے حرف بہ حرف اس معاہدہ کی پاسداری کی اور اگر اس معاہدہ کی کبھی خلاف ورزی ہوئی تو دوسرے فریقوں کی جانب سے ہوئی۔ بسااوقات رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بحیثیت مسلّمہ رہنما ایسے افراد یا گروہوں کے معاملات دیکھنے پڑتے جو معاہدہ کی خلاف ورزی کرتے یا معاشرہ میں غلط سرگرمیوں میں ملوث پائے جاتے۔ لیکن ایسے احباب کو جو بھی سزائیں دی جاتیں وہ کسی کی حق تلفی کی خاطر نہ دی جاتیں بلکہ یہ سزائیں انصاف اور معاہدہ کی شرائط کے مطابق ہوتیں۔

پس یہی حقیقی اسلامی حکومت تھی جس کی بنیاد رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چار خلفائے راشدین کے ذریعہ جاری رہی اور پہلی صدی ہجری تک قائم رہی۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اگر آج ISIS یا کوئی بھی اسلامی حکومت حقیقی عدل و انصاف کے ان اصولوں کے خلاف کارروائی کرتی ہے تو وہ اپنے ذاتی یا سیاسی مفادات حاصل کرنے کے لئے ایسا کرتی ہیں۔ بے شک وہ اسلام کا نام استعمال کرتے ہیں لیکن حقیقت یہی ہے کہ ان کے اعمال کا اسلام اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں۔

اگر ہم رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے قبل عرب کی تاریخ پر نظر دوڑائیں تو ایسا معاشرہ نظر آئے گا جہاں ہر قبیلہ جنگ و جدل اور خون خرابہ کے ذریعہ اپنے حقوق منوانے کی کوشش میں لگا ہوا تھا۔ لیکن اسی معاشرہ میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک عظیم انقلاب لائے جس کے ذریعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے باقاعدہ عدالت کا نظام جاری فرمایا جہاں ہر یک فریق کے ساتھ اس کے رسوم ورواج یا اس کے مذہبی قانون کے مطابق سلوک ہوتا تھا۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اگر کوئی شخص انصاف کے ساتھ اور بغیر کسی تعصب کے اسلام کے ابتدائی دور کی تاریخ کا مطالعہ کرے تو اسے معلوم ہوگا کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے زمانہ میں مسلمانوں کا کردار بے داغ تھا۔ انہوں نے نہ تو کسی جنگ کی ابتدا کی اور نہ ہی کسی ملک پر قبضہ کرنا چاہا۔ بلکہ جہاں بھی اسلامی تعلیمات پہنچانے کی کوشش کی وہ پُرامن تبلیغ کے ذریعہ ہی کی۔ مثال کے طور پر چین اور جنوبی ایشیا میں اسلام پھیلا اور تاریخ میں کہیں نہیں ملے گا کہ مسلمان افواج نے ان قوموں پر حملہ کیا تھا۔ بلکہ ان ممالک میں اور دیگر قوموں میں اسلام کا پیغام پُرامن ذرائع سے پہنچایا گیا۔ بعد کے ادوار میں بعض مسلمان حکمرانوں نے کئی وجوہات کی بناء پر جنگوں کا آغاز کیا لیکن اس کے لئے وہ اکیلے قصوروار نہیں ٹھہرتے اور ان جنگوں میں بھی مقبوضہ ممالک کے باشندوں کو زبردستی اسلام قبول کرنے پر کبھی مجبور نہیں کیا گیا۔ یقیناً قرآن کریم نے ایسے اقدام کو ردّ کیا ہے اور امن کے ساتھ تبلیغ کرنے کی تعلیم دی ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جیسا کہ میں پہلے بتا چکا ہوں کہ جہاں اللہ تعالیٰ نے دفاعی جنگوں کی اجازت دی ہے تو وہ صرف اس غرض سے دی ہے کہ نہ صرف اسلام بلکہ تمام مذاہب کی حفاظت کی جائے۔ قرآنِ کریم کی بہت سی آیات میں اللہ تعالیٰ نے جنگ کے اصول بیان فرمائے ہیں۔ مثال کے طور پر سورۃ البقرہ کی آیت 191 میں اللہ تعالیٰ دفاعی جنگ کا اصول بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ اللہ کی راہ میں ان سے قتال کرو جو تم سے قتال کرتے ہیں اور زیادتی نہ کرو یا ظلم سے پیش نہ آؤ۔ یقیناً اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

پھر سورۃ النحل آیت نمبر 127 میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو حکم دیتا ہے کہ جنگ کے دوران ہرگز حد سے تجاوز نہ کرو۔ اللہ فرماتا ہے کہ سزا اس زیادتی کے مطابق ہونی چاہئے جو تم پر کی گئی ہے۔

سورۃ البقرہ کی آیت 194 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جنگ کے دوران صرف اس وقت تک قتال کرو جب تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین (اختیار کرنا) اللہ کی خاطر ہو جائے۔ فرمایا کہ اگر زیادتی کرنے والے باز آجائیں اور بدامنی ختم ہو جائے تو پھر ان کے خلاف کسی قسم کی جارحیت کی اجازت نہیں ہے۔

سورۃ الانفال کی آیت 62 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر زیادتی کرنے والے امن کی طرف رجوع کریں اور مفاہمت کا ہاتھ بڑھائیں تو مسلمانوں کو اس کا مثبت جواب دینا چاہئے اور یہ نہیں پوچھنا چاہئے کہ ایسا کرنے میں وہ سنجیدہ ہے یا نہیں۔

سورۃ التوبہ آیت 4 میں قرآنِ کریم تلقین کرتا ہے کہ مسلمانوں کو مشرکین کے ساتھ کئے گئے تمام معاہدوں کو مکمل کرنا چاہئے سوائے اس کے کہ مشرکین جارحیت سے پیش آئیں اور اپنی طرف سے معاہدہ ختم کردیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ ایمان کی لازمی شرط ہے اور اللہ تعالیٰ مومنین کو پسند کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سورۃ المائدۃ کی آیت نمبر 9 میں مسلمانوں کو تلقین کرتا ہے کہ ہمیشہ عدل وانصاف سے کام لیں، حتیٰ کہ جنگ کے دوران بھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کسی قوم یا نسل کی دشمنی کسی مسلمان کو غیر انصافی پر مجبور نہ کرے، کیونکہ یہ راستبازی کے خلاف ہے۔

سورۃ الانفال کی آیت 68 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نبی کے لئے یہ جائز نہیں کہ جنگی حالات کے علاوہ قیدی رکھے کیونکہ ایسا کرنے سے یہ ثابت ہوگا کہ خدا تعالیٰ کا پیار حاصل کرنے کی بجائے انہیں صرف دولت اور طاقت کی فکر ہے۔ پس صاف واضح ہے کہ جنگ کے علاوہ کسی کو حراست میں رکھنے کی اجازت نہیں ہے، تاہم ہم دیکھتے ہیں کہ آج کے نام نہاد مسلمان بے شمار معصوم لوگوں کو زبردستی قید کر رہے ہیں اور لاچار خواتین کو لونڈیاں بنایا جارہا ہے۔

قرآنِ کریم کی سورۃ محمدؐ آیت 5 میں اللہ تعالیٰ جنگ ختم ہونے کے بعد جنگی قیدیوں کو آزاد کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انہیں فدیہ لے کر آزاد کردو یا اس سے بھی بہتر ہے کہ انہیں احسان کے طور پر حسنِ سلوک کرتے ہوئے چھوڑ دو۔ پس جب جنگ ختم ہو جائے تو قیدیوں کو آزاد کردینا چاہئے اور اس کا اطلاق مرد اور خواتین دونوں پر ہوتا ہے۔ پہلے ادوار میں خواتین بھی جنگجو مردوں کا حوصلہ بڑھانے اور ان کی مدد کے لئے میدانِ جنگ میں جایا کرتی تھیں اور انہیں بھی قید کرلئے جانے کا امکان ہوتا تھا۔ تاہم قرآنِ کریم بڑے واضح انداز میں کہتا ہے کہ کسی عورت کو کبھی بھی ظالمانہ سلوک کا نشانہ نہ بنایا جائے یا کسی بھی طور اس کا استحصال نہ کیا جائے۔

فدیہ لے کر قیدیوں کو آزاد کرنے کے حوالہ سے قرآنِ کریم سورۃ نور کی آیت 34 میں فرماتا ہے کہ اگر کوئی شخص قیدی آزاد کروانے کی (رقم کی) استطاعت نہ رکھتا ہو تو رقم کی قسطیں مقرر کرکے اسے چھوڑ دینا چاہئے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

ان آیات کو جن میں قیدیوں کو آزاد کرنے کا ذکر ہے انہیں اُس دور کی جنگوں کے تناظر میں ہی سمجھنا چاہئے۔ اُس دَور میں جنگوں میں لڑنے والے اپنے خرچ پر اور اپنے ہتھیار لے کر جاتے تھے اور اسی لئے انہیں اجازت ہوتی تھی کہ وہ اپنے قید کئے ہوؤں کے بدلے رقم وصول کریں۔ تاہم آج کل کی جنگوں میں حکومتیں مکمل طور پر ان جنگی مہمات کا خرچ برداشت کرتی ہیں اور انفرادی طور پر فوجیوں کے ذمہ کوئی خرچ نہیں ہے۔ چنانچہ جنگی قیدیوں سے کئے جانے والے سلوک کا تعین حکومتیں اور بین الاقوامی ادارے کریں گے نہ کہ فوجی۔ پس دیرپا امن کے قیام کے لئے حکومتی سطح پر قیدیوں کے تبادلے یا ملکوں کے مابین دیگر معاہدے کئے جاسکتے ہیں۔ یقیناً انفرادی طور پر قیدی بنانے کی اب کوئی صورت نہیں رہی اور اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو وہ اسلام کی صریح خلاف ورزی کرتا ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ دوسروں کی

دولت پر حرص والی نظر نہیں رکھنی چاہئے اور یہ اصول اپنی ذات میں ہی دنیا کے امن کے لئے ایک سنہرا اصول ہے۔ اگر اس ایک اسلامی حکم کی تعمیل کی جائے تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا کہ کوئی مسلمان کسی کی زمین، علاقہ یا دولت ہتھیانے کی کوشش کرے۔

قرآنِ کریم کی سورۂ یونس کی آیت 100 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ چونکہ خدا تعالیٰ تمام طاقتوں کا مالک ہے اس لئے اگر وہ چاہے تو تمام دنیا اسلام قبول کرلے۔ پھر بھی اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو مجبور نہ کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ اسلام کا پیغام پہنچانے کے لئے طاقت کی اجازت نہیں ہے اور یہ کہ مذہب ہر انسان کا دلی معاملہ ہے اور اسکے ضمیر سے اسکا تعلق ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اس لئے یہ کافی واضح ہے کہ کبھی بھی کسی بھی صورت اس بات کی اجازت نہیں رہی کہ کسی شخص کو اسلام یا کوئی بھی مذہب قبول کرنے کے لئے مجبور کیا جائے۔ یقیناً مسلمانوں کو تلقین کی گئی ہے کہ دین کا پرچار کریں لیکن اس سے زائد کچھ نہیں۔ چنانچہ سورۂ کہف کی آیت نمبر 30 میں اللہ تعالیٰ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ لوگوں کو بتا دے کہ ان کے خدا کی طرف سے کامیابی اور کامرانی پر مشتمل حق آچکا ہے اور وہ اسے قبول کرنے اور اس کا انکار کرنے میں آزاد ہیں۔ یہ الفاظ تمام لوگوں کے سننے اور غور کرنے کے لئے کافی ہیں۔ تمام لوگ ایمان لانے اور انکار کرنے میں آزاد ہیں۔ پس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف اور صرف اسلام کا پیغام پہنچانے کی اجازت دی گئی اور اس سے بڑھ کر کچھ نہیں، تو آجکل کے نام نہاد مسلمان رہنما کیونکر اس سے تجاوز کرسکتے ہیں اور کیسے سوچ سکتے ہیں کہ ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ طاقت، اختیار اور حق حاصل ہے؟

اس لئے میں نے اختصار کے ساتھ قرآنِ کریم کی مختلف آیات پر مبنی اسلامی تعلیمات کا خلاصہ پیش کیا ہے، جو یہ ثابت کرتا ہے کہ چند مسلمان گروہوں یا بعض ممالک کے ظالمانہ اقدامات اسلام کی تعلیمات سے کلیۃً متضاد ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آپ خیال کرسکتے ہیں کہ اگر یہ اقدامات اسلامی تعلیمات کے مخالف ہیں تو وہ ایسے عمل کیوں کررہے ہیں۔ اس کا سادہ جواب یہی ہے کہ جیسا میں نے پہلے بھی بتایا کہ وہ صرف اپنے دنیاوی فوائد حاصل کرنے کے درپے ہیں۔ ان کے مقاصد ہرگز روحانی اور مذہبی نہ ہیں۔ وہ مذہب کے نام پر ظلم وسفّاکی کرتے ہوئے دنیاوی مقاصد حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

مَیں پھر کہتا ہوں کہ ہر احمدی مسلمان اور یقیناً ہر امن پسند مسلمان تکلیف محسوس کرتا ہے کہ ان کے پاک مذہب کو اس طرح نامناسب طریق پر بگاڑا جارہا ہے اور اس کا غلط استعمال کیا جارہا ہے۔ تاہم میں ان لوگوں، تنظیموں اور سیاستدانوں سے پوچھتا ہوں، جو انتہا پسند گروہوں کے مظالم کو بنیاد بنا کر دعویٰ کرتے ہیں کہ اسلام شدت پسندی کا مذہب ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

مَیں انہیں کہتا ہوں کہ وہ غور کریں کہ یہ گروہ اتنے فنڈز کہاں سے لے رہے ہیں جن سے وہ ایک لمبے عرصہ تک دہشتگردی اور جنگی کاروائیاں جاری رکھے ہوئے ہیں؟ وہ اتنے جدید ہتھیار کیسے حاصل کرلیتے ہیں؟ کیا ان کے پاس اسلحہ ساز کارخانے اور صنعتیں ہیں؟ ظاہر ہے کہ انہیں بعض طاقتوں کی مدد اور حمایت حاصل ہے۔ یہ تیل کی دولت سے مالا مال مسلم ریاستوں کی مدد بھی ہوسکتی ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ عالمی طاقتیں خفیہ طور پر انہیں مدد فراہم کررہی ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جب پہلی مرتبہ ISIS منظرِ عام پر آئی تو یہ کہا گیا کہ انہوں نے ملکی فوج کے ہتھیاروں اور چند اسلحہ کے گوداموں پر قبضہ حاصل کیا ہے۔ ممکن ہے کہ یہ سچ ہو لیکن اپنی ذات میں یہ تمام اتنا نہیں کہ وہ اب تک اپنی کاروائیاں جاری رکھ سکتے۔ اگر باقاعدہ فوج کی رسد کی ترسیل معطل کردی جائے تو ان کے لئے بھی ممکن نہیں ہوتا کہ اپنی کارروائی جاری رکھ سکیں اور پھر ISIS کی رسد تو مسلسل بڑھ رہی ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اب ان کے پاس طیارہ شکن میزائل سمیت دیگر جدید ہتھیار بھی ہیں۔ یہ تمام باتیں اس ترسیل رسد کی طرف اشارہ کررہی ہیں جو کہ ISIS کو مدد فراہم کررہی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

ہر کوئی جانتا ہے کہ ان کے فنڈز بہت زیادہ ہیں جن کی مالیت بیسیوں کروڑوں ڈالرز تک ہے، لہٰذا اس سے یہی اخذ کیا جاسکتا ہے کہ انہیں بیرونی مدد حاصل ہے۔ بہت سے حکام، تجزیہ کار اور رائے نگار بھی اس نظریہ کی کھل کر تائید کررہے ہیں۔ مثلاً یو ایس اے حکومت کا ایک سینئر نمائندہ David Cohen جو کہ Under-Secretary for Terrorism and Financial Intelligence ہے اس نے کھلے عام بیان دیا ہے کہ 'اب تک جن دہشتگرد تنظیموں سے ہمیں واسطہ پڑا ہے ان میں ISIS ایسی تنظیم ہے جس کی سب سے زیادہ فنڈنگ کی جاتی ہے'۔ وہ کہتا ہے کہ یہ ہر ماہ کروڑوں ڈالر خرچ کررہے ہیں اور بلیک مارکیٹ میں تیل بیچنے سے روزانہ دس لاکھ ڈالر حاصل کررہے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

ہمیں یہ سوال کرنا ہوگا کہ وہ تیل کے اتنے بڑے ذخائر تک کس طرح آزادانہ رسائی حاصل کررہے ہیں؟ دنیا کے دیگر علاقوں میں تو تیل کی فروخت اور نقل وحرکت کی سخت نگرانی کی جاتی ہے اور بعض تیل سے مالا مال ممالک کے خلاف پابندیاں لگائی گئی ہیں۔ پھر بھی کسی نہ کسی طرح ISIS ہر قسم کے اصول وضوابط کو نظر انداز کرتی نظر آتی ہے اور بغیر کسی روک ٹوک کے تیل کی بڑی مقدار حاصل کررہی ہے اور اسے بیچ رہی ہے۔ حالانکہ ہم سب جانتے ہیں کہ اتنی بڑی مقدار میں تیل کی نقل وحرکت اور اس کی خرید وفروخت کو چھپانا آسان نہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ISIS تاوان کے ذریعہ اپنی مستقل آمد حاصل کرتی ہے، لیکن ISIS کی کل آمدنی کے مقابل پر یہ رقم بہت معمولی بنتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

سب سے بڑا مسئلہ ان گروہوں کی فنڈنگ ہے کیونکہ ان فنڈز کے ذریعہ وہ کمزور گروہوں اور افراد کو نشانہ بنانے میں کامیاب ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر ایک حالیہ رپورٹ میں یہ بتایا گیا ہے کہ اگر کوئی خاندان اپنا ایک فرد ISIS میں شامل کرنے کے لئے بھجواتا ہے تو اس خاندان کو ہزاروں ڈالر پر مشتمل ابتدائی رقم یکمشت ادا کی جاتی ہے اور اس کے بعد سینکڑوں ڈالرز باقاعدگی سے ادا کئے جاتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

پس ان گروہوں کی فنڈنگ کو روکنے کے لئے فوری طور پر کچھ کرنا ہوگا۔ مغرب کو اب یہ احساس ہونا شروع ہوگیا ہے کہ یہ جنگ درحقیقت انہیں بھی براہِ راست متاثر کررہی ہے۔ تاہم اس بارے میں ابھی اندازے لگائے جارہے ہیں مگر حقیقت یہی ہے کہ یہ جنگ تمام دنیا کے خلاف ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

یہ بیّن حقیقت ہے کہ بعض بڑی طاقتیں مسلمان ممالک پر گہرا اثر رکھتی ہیں یہاں تک کہ بہت سے معاملات میں ان کی پالیسیاں بھی خود بناتی ہیں۔ تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ انہوں نے اس معاملہ پر اپنا دباؤ کیوں نہیں ڈالا، جس کی ضرورت سب سے زیادہ تھی؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

انتہاپسندی کا مقابلہ کرنے کے لئے کوئی مشترکہ، متفقہ اور مؤثر کوشش کیوں نظر نہیں آتی؟ جو کوششیں اب کی جارہی ہیں وہ اس تنظیم کی جانب سے برپا کی جانے والی ہولناکیوں کے مقابل پر بہت کم ہیں۔ میرا خیال ہے کہ جو کچھ ہورہا ہے اس میں صرف مسلمان دنیا قصوروار نہیں بلکہ بیرونی طاقتیں اور قوتیں بھی ان خوفناک حالات میں حصہ ڈال رہی ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

سالہاسال سے شام اور عراق جیسے ممالک میں اندرونی تنازعات چل رہے ہیں اور بیرونی طاقتوں نے باغی گروہوں اور دھڑوں کو فنڈنگ، اسلحہ اور مدد فراہم کی ہے اور اب یہ اتنی طاقت پکڑ چکے ہیں کہ اپنے نوازنے والوں کے ہاتھ سے بھی نکل چکے ہیں۔ وہ اپنے انتہاپسند نظریات کی بناء پر تباہی مچانے اور ہر قسم کی دہشت پھیلانے کے درپے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

یہ بیان کرتے ہوئے میں کوئی ایسی بات نہیں کررہا جو پہلے ہی لوگوں کے علم میں نہ ہو یا میڈیا میں نہ آئی ہو۔ ISIS جیسے جنگی گروہ ایسی ہی پالیسیوں کی پیداوار ہیں جو اب اپنے دہشت کے دائرہ کار کو دور ونزدیک پھیلا رہے ہیں اور تمام دنیا کو متاثر کررہے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

میں پھر کہتا ہوں کہ یہ میرے لئے شدید پریشانی اور دکھ کا باعث ہے کہ یہ سب برے اعمال اسلام سے جوڑے جارہے ہیں۔ آجکل یہ امر بھی تشویش کا باعث ہے کہ مغرب سے مسلم نوجوان شام اور عراق جیسے ممالک میں جارہے ہیں جہاں انہیں انتہا پسند بنایا جارہا ہے۔ عین ممکن ہے کہ وہ بالآخر اپنے اپنے ممالک میں واپس آئیں، حملے کریں اور دنیا کے اس حصہ میں بھی بڑا فساد کھڑا کریں۔ پس یقیناً یہ کوئی مقامی یا مسلمانوں کا معاملہ نہیں بلکہ ایک عالمی مسئلہ بن چکا ہے جو عالمی اور مشترکہ کوششوں کو چاہتا ہے تاکہ ان انتہاپسند تنظیموں کو روکا جائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

بعض نمایاں شخصیات کا کہنا ہے کہ انتہاپسندی کے خاتمے کے لئے اس جنگ میں تیس سال یا شاید سو سال بھی لگ سکتے ہیں۔ ذاتی طور پر میں سمجھتا ہوں کہ اگر دنیا ان جنگی اور انتہاپسند گروہوں کو ختم کرنے کا ارادہ کرلے تو یہ اس سے بہت کم عرصہ میں ختم ہوسکتے ہیں۔ ہمیں ہرگز یہ خیال نہیں کرنا چاہئے کہ بس اتنا کہہ کر کہ اس جنگ کو ختم ہوتے دہائیاں لگ جائیں گی، ہم اپنے فرائض سے سبکدوش ہوگئے ہیں بلکہ ہر ایک کو عالمی انتہاپسندی کے خلاف اس کوشش میں لازماً شامل ہونا چاہئے۔ صرف اسلام پر یا کسی خاص گروہ پر اس کا سارا ملبہ گرانے سے ہم جنگ وجدل سے بچ نہیں سکتے اور نہ ہی یہ ہمیں اپنی ذمہ داریوں سے آزاد کرسکتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

پس تمام امن پسند لوگ اپنی حکومتوں پر دباؤ ڈالیں اور

ہر سیاستدان اور با اثر شخصیت تو لازماً اس ضمن میں اپنا کردار ادا کرے اور اپنے اپنے دائرۂ اثر میں حقیقی انصاف قائم کرتے ہوئے اور نقضِ امن سے بچنے کے لئے سخت اقدامات اٹھاتے ہوئے، دنیا میں امن قائم کرنے کی جستجو کرے۔ اگر ہم دنیا کو بچانا چاہتے ہیں تو معاشرے کی ہر سطح پر حقیقی انصاف قائم کرنا ہوگا اور ہر ملک کو درپیش مسائل کو مناسب طریق پر حل کرنا ہوگا، جس سے مایوسی ختم ہو جائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

کسی ملک کی دولت کو حرص کی نگاہ سے نہیں دیکھنا چاہئے اور ایک دوسرے کی مدد کرنے کے لئے دوطرفہ پالیسیاں تشکیل دینی چاہئیں۔ سب سے بڑھ کر اس امر کی ضرورت ہے کہ دنیا اس بات کا احساس کرے کہ وہ اپنے خالق کو بھلا چکی ہے اور یہ کہ اسے واپس اپنے خالق کی طرف آنا ہوگا اور یہی وہ واحد راہ ہے جس سے حقیقی امن قائم ہوسکتا ہے اور اسکے بغیر امن کی کوئی ضمانت نہیں دی جاسکتی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

میں اس سے پہلے بہت سے مواقع پر ایک اور عالمی جنگ کے ہولناک نتائج سے آگاہ کر چکا ہوں اور شاید ایسی جنگ کے بعد ہی دنیا کو ان غیر منصفانہ پالیسیوں کے تباہ کن نتائج کا اندازہ ہوگا، جو صرف ذاتی مفادات اور خفیہ عزائم پر مبنی ہیں۔

مَیں امید کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ ایسی آفت آنے سے پہلے ہی دنیا ہوش کے ناخن لے لے۔ میں امید کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ دنیا اپنے خالق کو شناخت کر لے اور اس پر ایمان لے آئے۔ ان الفاظ کے ساتھ میں اجازت چاہتا ہوں۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔

بعد ازاں حضور انور نے دعا کروائی۔